1954_5_911_916

5 ایس۔سی۔آر سپریم کورٹ رپوٹس 1964

وی آر سدا گو پا نائیڈو

بنام

باختھاوتسلم و دیگر۔

1دسمبر1963

پی۔بی۔گجیندر گڈکر اور کے۔سی۔داس گپتا، جسٹسز

ہندو قانون-بین ذات شادی-ایکٹ سے پہلے شادی-اگرایکٹ کا پس منظر اثر ہے-ہندو شادی کی جواز ایکٹ، 1949 (ایکٹ 21 آف 1949)، دفعہ 3۔

نابالغ جواب دہندہ نمبر 1 نے اس دعوے پر تقسیم کے لیے مقدمہ دائر کیا کہ وہ اپنی پیدائش پر مشترکہ ہندو خاندان کا رکن بن گیا جسے اس کے والد سدا گو پا نائیڈو، جو مقدمے میں پہلے مدعا علیہ تھے، نے دیگر نو افراد کے ساتھ 2 سے 10 مدعا علیہان کے طور پر تشکیل دیا۔ان کا معاملہ یہ تھا کہ پدماوتی اور سدا گو پا کی شادی 24 جون 1948 کو ہوئی تھی اور اس شادی سے وہ پیدا ہوئے تھے۔مدعا علیہ کا معاملہ یہ تھا کہ متنازعہ شادی جائز شادی نہیں تھی کیونکہ پدماوتی ایک برہمن لڑکی تھی اور سدا گو پا ایک شودر تھا۔ان حقائق پر ٹرائل کورٹ نے مدعا علیہ نمبر 1 کے حق میں تقسیم کا ابتدائی حکم نامہ منظور کیا۔ٹرائل کورٹ کی رائے تھی کہ شادی ہندو قانون کے مطابق کالعدم ہوگی کیونکہ یہ ہندو میرجز ویلڈیٹی ایکٹ، 1949 سے پہلے تھی۔تاہم اس کا مؤقف تھا کہ ہندو میرجز ویلڈیٹی ایکٹ 1949 کی دفعہ 3 کے ذریعے اس موقف کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا گیا تھا اور اس شادی کی 1949 کے ایکٹ کے ذریعے توثیق کی گئی تھی۔مدعا علیہان کی اپیل پر، ہائی کورٹ نے ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کردہ فیصلے اور فرمان کی توثیق کی۔اس لیے یہ اپیل۔

منعقد:(i) ہندو میرجز ویلڈیٹی ایکٹ، 1949 تاہم ماضی سے متعلق اور توثیق شدہ شادیوں کے لحاظ سے تھا جو ایکٹ سے پہلے مختلف ذاتوں، ذیلی ذاتوں اور فرقوں سے تعلق رکھنے والے فریقوں کے درمیان ہوئی تھیں۔یہ کہنا بے کار ہے کہ مقننہ کا مقصد صرف شوہر اور بیوی کی حیثیت کو باقاعدہ بنانا تھا۔یہ یقینی طور پر مقصد کا حصہ تھا۔لیکن اتنا ہی اہم، یا شاید اس سے زیادہ اہم مقصد یہ تھا کہ شادیوں کے بچے جائز ہو جائیں گے۔

اس کیس کے حقائق پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ متنازعہ شادی ایک جائز ہندو شادی تھی اور مدعا علیہ نمبر۔1

مشترکہ خاندانی جائیدادوں اور دیگر معاملات کے حوالے سے شریک پارٹنر کے تمام حقوق کے ساتھ سدا گوپا کا جائز بیٹا ہے۔

دیوانی اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1959 کی دیوانی اپیل نمبر 316۔

1952 کی اپیل نمبر 282 میں مدراس ہائی کورٹ کے 22 اگست 1959 کے فیصلے اور فرمان سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل گزاروں کے لیے جی۔ایس۔پاٹھک، بی دتہ، ٹی۔آر۔رام چندر، جے۔بی۔داداچنجی، او۔سی. ماتھر اور رویندر نارائن۔

ایچ۔این۔سنیل، سالیسیٹر جنرل آف انڈیا، کے۔جیارام اور آر۔گنپتی آئیر، مدعا علیہ نمبر 1 کے لیے۔

این۔پنچپکیسا آئیر، ایم۔پی۔سوامی اور آر۔تھیاگراجن، مدعا علیہ نمبر 2 کے لیے۔

11 دسمبر 1963۔عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

داس گپتا جسٹس: تیرہ ماہ کا بھکتھوتسلم نے یہ مقدمہ تقسیم کے لیے اس دعوے پر لایا کہ اس کی پیدائش پر وہ مشترکہ ہندو خاندان کا رکن بن گیا جسے اس کے والد وی آر سدا گوپا نائیڈو، جو مقدمے میں پہلے مدعا علیہ تھے، نے دیگر نو افراد کے ساتھ 2 سے 10 کے مدعا علیہان کے طور پر تشکیل دیا۔ان کا معاملہ یہ ہے کہ پدماوتی اور سدا گوپا کی شادی 24 جون 1948 کو ہوئی تھی اور اس شادی سے وہ پیدا ہوئے تھے۔مدمقابل مدعا علیہان کی بنیادی دلیل یہ ہے کہ پدماوتی اور سدا گوپا کی کبھی کوئی شادی نہیں ہوئی تھی اور بھکتھوتسلم سدا گوپا کا بیٹا نہیں ہے۔

ان دونوں نکات پر ٹرائل کورٹ نے مدعی کا مقدمہ ثابت پایا اور دفاعی درخواستوں کو مسترد کر دیا۔مقدمے کی سماعت میں ایک اور نقطہ اٹھایا گیا کہ اگرچہ پدماوتی اور سدا گوپا کے درمیان کوئی شادی ہوئی تھی جو کہ جائز شادی نہیں تھی کیونکہ پدماوتی ایک برہمن لڑکی تھی اور سدا گوپا ایک شودر تھی۔ٹرائل کورٹ کی رائے تھی کہ پدماوتی ایک برہمن تھی، اور چونکہ تسلیم شدہ طور پر سدا گوپا شودر تھی، ہندو قانون کے مطابق شادی کالعدم ہوگی کیونکہ یہ ہندو میرج ز ویلڈیٹی ایکٹ، 1949 سے پہلے تھی۔تاہم اس کا مؤقف تھا کہ اس ایکٹ کی دفعہ 3 کے ذریعے پوزیشن کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا گیا تھا اور یہ کہ اگرچہ پدماوتی کا تعلق برہمن ذات سے ہے اور اس ذات سے نہیں جس سے سدا گوپا کا تعلق ہے، شادی موجودہ قانون کے تحت درست ہے۔ایسا لگتا ہے کہ اس ایکٹ کی صداقت کو ٹرائل کورٹ کے سامنے چیلنج کیا گیا تھا، لیکن اسے مسترد کر دیا گیا تھا۔نتیجے میں،

ٹرائل کورٹ نے تقسیم کے لیے ایک ابتدائی حکم نامہ منظور کیا جس میں مدعی کو شکایت میں بیان کردہ جائیداد کے 1/8 ویں حصے کی الاٹمنٹ فراہم کی گئی۔ حکم نامے میں کچھ اور ہدایات بھی دی گئی تھیں، جن سے تاہم ہمیں کوئی تعلق نہیں ہے۔

مدعا علیہان کی اپیل پر، مدراس کی ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر نے ٹرائل کورٹ سے اتفاق کیا کہ پدماوتی اور سداگوپا کی باضابطہ شادی ہوئی تھی اور یہ کہ مدعی بھکتو تسلم اس شادی کا مسئلہ تھا، کیونکہ پدماوتی کی پیدائش سداگوپا سے ہوئی تھی۔ تاہم ہائی کورٹ کی رائے تھی کہ پدماوتی سدگوپا کی طرح شودر تھی۔ تاہم دلیل کی خاطر یہ فرض کرتے ہوئے کہ پدماوتی ایک برہمن تھی، ہائی کورٹ نے ٹرائل کورٹ سے اتفاق کیا کہ شادی کی توثیق ہندو میرجز ویلڈیٹی ایکٹ، 1949 کے ذریعے کی گئی تھی، اور اس لیے مدعی کو جائز بیٹے کے تمام حقوق حاصل ہوں گے۔ ایکٹ کی صداقت کو ناکام طور پر چیلنج کیا گیا۔ اس کے مطابق، ہائی کورٹ نے ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کیے گئے فیصلے اور فرمان کی توثیق کی اور اپیل کو مسترد کر دیا۔ ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف مدعا علیہان کی جانب سے خصوصی چھٹی کے ساتھ موجودہ اپیل دائر کی گئی ہے۔

اپیل کی حمایت میں، مسٹر پاٹھک نے سب سے پہلے سداگوپا اور پدماوتی کے درمیان شادی اور مدعی کے پدماوتی سے سداگوپا میں اس شادی میں پیدا ہونے کی حقیقت کے حوالے سے درج ذیل عدالتوں کے حقائق کے بیک وقت نتائج پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ فاضل وکیل یہ کہنا چاہتے تھے کہ ان نکات پر ہائی کورٹ کے نتائج کو شواہد کی اہم اشیاء کو غلط طریقے سے پڑھ کر خراب کیا گیا۔ تاہم وہ شواہد کے ہمارے دوبارہ جائزے کا جواز پیش کرنے کے لیے اس طرح کی کسی غلط فہمی یا کسی اور غلطی کی طرف اشارہ نہیں کر سکے۔

اس کوشش میں ناکام ہونے کے بعد مسٹر پاٹھک نے دعوی کیا کہ قانونی معاملے کے طور پر مدعی ہندو میرجز ویلڈیٹی ایکٹ، 1949 کی دفعات کے باوجود سداگوپا کا جائز بیٹا نہیں بنا۔ ماہر وکیل کے مطابق اس ایکٹ کا واحد اثر یہ ہے کہ شادی جائز ہو جاتی ہے اور ایکٹ کی تاریخ سے پہلے پیدا ہونے والے بچے کی قانونی حیثیت کے حوالے سے اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

ایکٹ کی متعلقہ دفعات دفعہ 3 میں ہیں اور ان الفاظ میں ہیں:-

"فی الحال نافذ کسی دوسرے قانون میں یا کسی متن میں، یا ہندو قانون کی تشریح میں، یا کسی رواج یا استعمال میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود، ہندوؤں کے درمیان کسی بھی شادی کو صرف اس وجہ سے کالعدم یا کبھی کالعدم نہیں سمجھا جائے گا کہ اس میں فریقین کا تعلق مختلف مذاہب، ذاتوں، ذیلی ذاتوں یا فرقوں سے تھا۔

"اپنی تجویز کے لیے فاضل وکیل کسی اختیار کا حوالہ نہیں دے سکتا تھا؛ اور یہ فطری ہے کیونکہ اٹھایا گیا تنازعہ مکمل طور پر غلط فہمی کا شکار ہے اور اسے فضول قرار دیا جا سکتا ہے۔ تاہم اس نے ہمیں قائل کرنے کی کوشش کی کہ سیکشن میں استعمال ہونے والے الفاظ کی مناسب تعمیر اس نتیجے کو درست ثابت کرتی ہے کہ یہ شادی کے فریقین کی حیثیت تھی جسے صرف متاثر کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ ایکٹ کی تاریخ کے بعد منائی جانے والی ہر شادی کے معاملے میں، شادی کے درست ہونے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شادی سے پیدا ہونے والے بچے جائز ہوں گے، لیکن انہوں نے دلیل دی کہ وہی نتیجہ اس شادی کے معاملے میں نہیں آئے گا جو ایکٹ کی تاریخ سے پہلے منائی گئی تھی جو اس وقت غلط تھی اور اس وقت بچے ناجائز تھے۔ ان کا استدلال ہے کہ ناجائز بچوں کو اس ایکٹ کے ذریعے جائز نہیں بنایا گیا تھا۔ تعلیم یافتہ وکیل کے مطابق اس مقصد کے لیے ایک واضح التزام ضروری تھا۔ اپنے دلائل کی حمایت میں انہوں نے ہماری توجہ ہندو بیواؤں کی دوبارہ شادی ایکٹ، **1856** کے دفعہ **1** کے الفاظ کی طرف مبذول کرائی ہے، جو ان الفاظ میں ہے:-

" ہندوؤں کے درمیان معاہدہ شدہ کوئی بھی شادی غلط نہیں ہوگی، اور اس طرح کی شادی کا مسئلہ ناجائز ہوگا، اس وجہ سے کہ خواتین کی پہلے شادی ہو چکی ہے یا اس کی شادی کسی دوسرے شخص سے ہوئی ہے جو اس طرح کی شادی کے وقت فوت ہو گیا تھا، اس کے باوجود کوئی رواج اور ہندو قانون کی کوئی تشریح۔"

ہندو میرجز ویلڈیٹی ایکٹ، **1949** میں "اس طرح کی شادی نہ کرنے کا مسئلہ ناجائز ہوگا" جیسے کسی جملے کی عدم موجودگی کا دعوی فاضل وکیل نے اپنی دلیل کی حمایت میں کیا ہے۔

ہم متفق نہیں ہو سکتے۔ ہماری رائے میں، ان الفاظ کا استعمال "اس طرح کی شادی نہ کرنے کا مسئلہ ناجائز ہوگا" واقعی دفعہ **1** میں ضروری نہیں تھا۔ ہندو بیواؤں کے دوبارہ شادی کے قانون کا، اور ان الفاظ کے بغیر بھی شادی کے درست ہونے کا اثر لازمی طور پر یہ ہوتا کہ شادی کا مسئلہ جائز تھا۔ یہ الفاظ **1856** میں مقنّنہ کی طرف سے اس دفعہ میں کافی احتیاط کے طور پر رکھے گئے تھے۔ ہندو میرجز ویلڈیٹی ایکٹ **1949** میں اس طرح کے الفاظ کی عدم موجودگی کا کوئی نتیجہ نہیں ہے۔ اگر ایکٹ نے ایکٹ کی تاریخ سے پہلے منائی جانے والی شادیوں کی توثیق نہیں کی ہوتی تو ان شادیوں کے بچے جائز ہونے کا دعوی نہیں کر سکتے تھے۔ تاہم یہ ایکٹ مختلف ذاتوں، ذیلی ذاتوں اور فرقوں سے تعلق رکھنے والی جماعتوں کے درمیان ایکٹ سے پہلے ہونے والی ماضی سے متعلق اور توثیق شدہ شادیوں کے لحاظ سے تھا۔ یہ دعوی کرنا بے کار ہے کہ مقنّنہ کا مقصد صرف شوہر اور بیوی کی حیثیت کو باقاعدہ بنانا تھا۔ یہ یقینی طور پر مقصد کا حصہ تھا۔ لیکن اتنا ہی اہم، یا شاید اس سے زیادہ اہم مقصد یہ تھا کہ شادیوں کے بچے جائز ہو جائیں گے۔

لہذا ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اگرچہ ٹرائل کورٹ کا یہ سوچنا درست تھا کہ 'پدماوتی ایک برہمن لڑکی تھی نہ کہ شودر، قانونی حیثیت، جیسا کہ نیچے دی گئی عدالتوں نے پایا تھا، یعنی۔ , یہ ایک جائز ہندو شادی تھی اور بھکتو اتھاسلم سدا گوپا کا ایک جائز بیٹا تھا جس کے ساتھ مشترکہ خاندانی جائیدادوں اور دیگر معاملات کے حوالے سے شریک شراکت دار کے تمام حقوق تھے۔

اپیل میں کسی اور نکتے پر زور نہیں دیا گیا۔اس کے مطابق اپیل کو اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:07
I am the author of this document